اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍اگست ۱۹۸۰ء بمقام مسجد فضل۔لندن

حضور نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا يَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔(البقرۃ:۲۵۶)

(ترجمہ: وہ اس کی مرضی کے سوا اس کے علم کے کسی حصہ کو بھی پا نہیں سکتے اس کا علم آسمانوں پر بھی اور زمین پر بھی حاوی ہے اور ان کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں اور وہ بلند شان والا اور عظمت والا ہے۔)

اس کے بعد فرمایا

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر حاوی ہے، کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں، ہر چیز ہر وقت اس کی نگاہ میں ہے۔ پھر ہر چیز سے ہر آن اس کا ذاتی تعلق ہے۔ اسی نے انسان کو علم کے حصول کی طاقتیں بخشی ہیں اور تسخیرِ عالَم کی قوتیں عطا کی ہیں لیکن انسان اپنی حصول علم کی کاوش میں اتنا ہی بڑھ سکتا ہے جتنا خدا چاہے۔ اس سے آگے وہ جا ہی نہیں سکتا۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کے علم کی غیر محدود وسعت اور اس کی غیر محدود قدرت اور دوسری طرف انسان کو حصولِ علم کی عطا ہونے والی محدود استعداد سے تین باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ ہمیں خداداد استعداد

کو کام میں لا کر حصول علم کی کوشش کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہم علم حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اس کی مدد کے بغیر ہم پر تحقیق کی راہیں نہیں کھل سکتیں اور تیسرے یہ کہ ہمیں حصولِ علم کی جد وجہد کے دوران دعا کے ذریعہ اس کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیے تا وہ رجوع برحمت ہو اور ہم پر حصولِ علم کی راہیں وا کرے۔

حصول علم کی یہ بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمارے ذہن نشین کرائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

’’تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تا آسمان پر تمہاری مقبولیت لکھی جاوے۔‘‘ ۲۹

آپ کا یہ ارشاد کہ ’’فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے‘‘ حصول علم کے تعلق میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ خدا تعالیٰ اس وقت ہی تعلیم دینے کے لئے فرشتوں کو مقرر کرے گا۔ جب ہم علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علمی ترقی کے لئے اس کے حضور دعائیں کریں گے۔

یہ غلبۂ اسلام کے زمانہ کا ہے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہوئے اسلام کو عملاً غالب کرنے کی ذمہ داری ہماری جماعت پر ڈالی گئی ہے۔ غلبہ اسلام کا یہ جہاد صرف دینی میدانوں تک ہی محدود نہیں ہے یہ ذہنی اور اخلاقی میدانوں میں آگے بڑھنے تک محدود ہے بلکہ یہ اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم زندگی کے ہر میدان میں آگے بڑھ کر دوسروں سے سبقت لے جائیں۔ فی الوقت میں علمی ترقی کے میدان میں سبقت لے جانے کی اہمیت واضح کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں علمی ترقی بہت زیادہ ہونا تھی۔ انسان نے چاند پر قدم رکھنا تھا اور قریب ترین فاصلوں سے ستاروں اور سیاروں کی تصاویر اتارنا تھیں۔ انسان نے عملی ترقی کے میدان میں یہ کارنامہ سرانجام دے کر یہ سمجھ لیا کہ اس نے سب کچھ معلوم کر لیا ہے

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے جو کارنامہ بھی سرانجام دیئے ان کی حیثیت روٹی کے جھڑنے والے چند بھوروں سے زیادہ نہ تھی ان لوگوں کے غرور کو توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے احمدیوں کے واسطے علم کے میدانوں میں ترقی کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک دعا سکھائی گئی جو یہ ہے کہ رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَآءِ یعنی اے میرے ربّ مجھے اشیاء کے حقائق دکھا۔ اس میں دراصل یہ بتانا مقصود تھا کہ علم ترقی کے لئے دعا کے ذریعے خدا تعالیٰ کی مدد حاصل کرنا ضروری ہے مغربی اقوام نے دیگر علوم کی طرح نیوکلیر فزکس میں ترقی تو کی لیکن عارفانہ دعا کے فیض سے انہوں نے اپنے آپ کو محروم رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی علمی ترقی کی لگن، تڑپ اور جدوجہد کو ایک جاہل کی دعا کے طور پر (جسے حضرت مسیح موعودؑ نے ایک محبوبانہ دعا قرار دیا ہے) قبول کر کے ان پر علمی ترقی کی راہیں کھول دیں ترقی تو انہوں نے کر لی۔ لیکن حقائق الاشیاء تک ان کی رسائی نہ ہوسکی۔ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ کی رو سے انہیں اپنی تحقیقات کو انسانوں کے فائدے کے لئے استعمال کرنا چاہیے تھا لیکن انہوں نے کیا یہ کہ جاپان کے دو شہروں کو صفحہ ہستی سے نابود کر دیا۔

ہمیں رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَآءِ کی دعا اس لئے سکھائی گئی ہے کہ ہم پر علمی میدان میں آگے بڑھنے کی راہ بھی کھلے اور ساتھ ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کا نور بھی ملے تا کہ ہم اپنی علمی ترقی سے بنی نوع انسان کو دکھ میں مبتلا نہ کریں اور انہیں سکھ پہنچائیں اور اسی طرح ان کے خادم بنے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ اسی لئے دنیاوی علوم کے بارہ میں ہمارے نقطۂ نظر اور مغربی قوموں کے نقطۂ نظر میں زمین وآسمان کا فرق ہے جنہیں دنیا محض دنیاوی علوم کہتی ہے ہم انہیں معرفتِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر دینی صداقت کے لئے آیت کا لفظ استعمال کیا ہے اسی طرح مظاہر قدرت کو بھی جن کا تعلق دنیوی علوم سے ہے اس نے آیت قرار دیا ہے۔ بخارات کو بھی اس نے آیت قرار دیا ہے اور بادلوں کو بھی پھر بارش کے برسنے کو بھی آیت قرار دیا ہے اور نہ برسنے کو بھی اس لئے کہ بادل وہیں برستے ہیں جہاں انہیں برسنے کا حکم ہو اور جہاں حکم نہ ہو وہاں نہیں برستے۔ کبھی وہ بادلوں کو حکم دیتا ہے کہ اس لئے

برسو کہ بندوں کو اس کی ضرورت ہے اور کبھی حکم دیتا ہے کہ برسو تا زمین پر میرا قہر نازل ہو۔ برسنے کی ان دونوں حالتوں کو یا نہ برسنے کو اس نے اپنی اپنی جگہ آیت قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کا ہر جلوہ آیت ہے اور اس لئے آیت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ دنیوی علوم کی تحصیل کفر ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوؤں کے علم کی تحصیل کو کفر قرار دیتا ہے۔ سو یہ بالبداہت غلط ہے جس قدر انسان اس کی صفات کے جلوؤں سے آگاہ ہوتا ہے اسی قدر اس کی معرفت الٰہی بڑھتی چلی جاتی ہے کیونکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کو بھی جانتا ہے اور اس کے جمال اور اس کی رحمت کو بھی پہچانتا ہے۔ بہر حال جن علوم کو دنیا دنیوی علوم کہتی ہے قرآن کریم نے انہیں بھی روحانی علوم قرار دیا ہے اور اس لئے قرار دیا ہے کہ وہ بھی معرفتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

ہم احمدیوں نے اللہ تعالیٰ کو کبھی فراموش نہیں کرنا اور اس کی معرفت کے حصول سے کبھی غافل نہیں ہونا۔ اسی لئے میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ایک تعلیمی منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا ہے اگر جماعت اس بارہ میں تعاون کرے اور میرے کہنے پر چلے تو علمی ترقی کی راہیں کھلنے کے ساتھ ساتھ معرفتِ الٰہی میں ترقی کی بھی نئی راہیں کھل سکتی ہیں۔ اور قوم و ملک اور بنی نوع انسان کی خدمت بجالانے کی بعض نئی راہوں پر گامزن ہونے کی توفیق بھی مل سکتی ہے۔

میں نے کہا یہ ہے کہ ہمارا ہر بچہ میٹرک تک ضرور تعلیم حاصل کرے۔ جس ملک میں خواندگی کی شرح سترہ فیصد ہو اگر اس میں جماعت کا ہر بچہ میٹرک پاس کرتا چلا جائے تو یہ امر خواندگی کی شرح میں اضافہ کا موجب ہوگا اور یہ ملک کی کتنی بڑی خدمت ہوگی۔

پھر اس منصوبہ کی افادیت کا ایک پہلو اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص اَن پڑھ ہے وہ قرآن کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے ایک میٹرک پاس میں قرآن کو سمجھنے کی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو ذہین ہیں اور بی۔اے، بی۔ایس۔سی تک تعلیم حاصل کریں گے ان میں قرآن

کو سمجھنے کی زیادہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ علیٰ ہذا جو ایم۔اے، ایم۔ایس۔سی اور پی۔ایچ۔ڈی کریں گے ان میں قرآن کو سمجھنے کی اور بھی زیادہ اہلیت پیدا ہوگی۔ اس طرح ہمارے نوجوانوں میں قرآنی علوم و معارف سے فیضیاب ہونے کی راہیں بھی استوار ہوتی چلی جائیں گی۔

مزید برآں قرآنی علوم سے بہرہ ور ہونے کے نتیجہ میں ہمارے نوجوان دنیوی علوم میں ایسی دسترس حاصل کر سکیں گے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوگی کیونکہ قرآن کریم ہر علم کے بارہ میں رہنمائی کرتا ہے۔ کوئی شعبۂ علم ایسا نہیں جس کے متعلق قرآن میں ہدایت موجود نہ ہو۔ قرآن نے شہد کے متعلق دو تین آیات میں عظیم الشان ریسرچ کا منصوبہ پیش کیا ہے۔ اسے پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آپ لوگ جب تک قرآن کی ہدایت کی روشنی میں علمی تحقیق نہیں کریں گے آپ دنیا کے رہنما نہیں بن سکتے۔ ہر بچہ میٹرک ضرور پاس کرے۔ یہ تو اس منصوبہ کی صرف ایک شق ہے۔ بورڈز اور یونیورسٹیوں کے امتحانات میں پوزیشنیں حاصل کرنے والوں کے لئے مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے سکالرشپس کا اہتمام اور ذہین ترین یعنی جینیئس قسم کے نوجوانوں کی استعدادوں اور صلاحیتوں کے نشوو ارتقاء کا انصرام اس منصوبے میں شامل ہے۔ ہم پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، کہ وہ جماعت کو ذہین بچے عطا کر رہا ہے۔ سب سے بڑی نعمت جس سے وہ اپنے بندے کو نوازتا ہے یہی ہوتی ہے کہ اس کے ہاں ذہین بچہ پیدا ہو جائے۔ ہم نے ہر بچہ کو شروع ہی سے سنبھالنا ہے اور درجہ بدرجہ اس کی تعلیمی ترقی کا ریکارڈ رکھنا ہے تا کہ کوئی ایک اعلیٰ ذہین بھی ضائع نہ ہونے پائے۔ خاص طور پر جو غیر معمولی طور پر ذہین اور جینیئس ہوں ان کی تعلیمی ترقی کی نگہداشت کرنا اور انہیں ضائع ہونے سے بچانا جماعت کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی لئے ہی یہ تعلیمی منصوبہ جاری کیا گیا ہے اور اس میں انعامی وظائف اور طلائی تمغے دیئے جانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ابھی تو میں نے اس منصوبہ کو پاکستان میں ہی جاری کیا ہے۔ دو سال بعد میں اسے ساری دنیا میں جاری کرنے کا اعلان کر دونگا۔ انشاء اللہ۔

الغرض تعلیمی ترقی کا ایک بڑا اچھا اور مفید منصوبہ شروع ہو گیا ہے اور علمی میدان میں ایک ایسی بنیاد رکھ دی گئی ہے جس کے ذریعہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ علم کے میدان

میں ترقی یافتہ قوموں سے سبقت لے جا کر اور اس طرح قرآنی علوم و معارف کی برتری ثابت کر کے اسلام کو دنیا میں غالب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک اور بات جس کی طرف توجہ دینی ضروری ہے یہ ہے کہ اگر ذہین بچوں میں غذائیت کی کمی ہو تو وہ اسے پورا کرنے کی فکر کرنی چاہیے تا کہ ان کی استعدادوں اور صلاحیتوں کی پورے طور پر نشوونما ہو سکے۔ ایسے بچوں کو ایسی دوائیں دینی چاہئیں جن سے غذائیت کی کمی پوری ہو سکے۔ ان میں سے ایک سویا لیسی تھین (Soya Lecithin 1200mg) بھی ہے ہر بچہ کو اس کے کیپسول کھلانا شروع کر دیں اور دعا بھی کریں پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ ان کے ذہنوں کو کس طرح تیز کرتا ہے اور حصول علم میں ان کے لئے کتنی آسانی اور سہولت پیدا ہوتی ہے۔

میں نے یہ تعلیمی منصوبہ ابھی یہاں (مراد انگلستان۔ ناقل) شروع نہیں کیا ہے لیکن آپ کی ذمہ داریاں ابھی شروع ہو چکی ہیں کیونکہ دو سال بعد اسے یہاں بھی جاری کرنا ہے۔ تم خدا سے مانگو اور جو مانگو گے وہ تمہیں دے گا۔ انسانی کوششیں کچھ چیز نہیں ہیں۔ جب تک وہ برکت نہ ڈالے۔ پس اس سے مانگو اور پاؤ۔

(دورہ مغرب صفحہ ۲۹۲ تا ۲۹۹)